ہندوستان
عہدِ عتیق کی تاریخ میں

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۴)

یعقوبی نے اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں دو جگہ نقل کیا ہے، ایک برہمن کے ذکر میں اور دوبارہ "اسا" کے حالات میں اس طرح نقل کیا ہے[1]۔

وفی زمانه صار زارح ملك الحبشة	اور (اسا بن ابیام بن رحبعم) کے زمانہ میں حبشہ کا بادشاہ زارح
واقبل ملك الهند الى بيت المقدس ،	اور ہندوستان کا بادشاہ بیت المقدس پر حملہ کی غرض سے آئے
فبعث الله عذابا فاهلك زارح وملك الهند	پس اللہ نے ایک عذاب بھیجا جس نے زارح اور ہندوستان کے
وكان ملك أسا اربعين سنة، ويقال: ان	بادشاہ دونوں کو ہلاک کردیا اور اسا کی حکومت چالیس سال رہی، کہا
بنى اسرائيل اوقدوا من خشب اسلحة	جاتا ہے کہ اہل ہند کے جو اسلحہ یہاں رہ گئے تھے ان کی لکڑیوں سے بنی
اصحاب الهند لما قتلهم أسا سبع سنين	اسرائیل نے سات سال تک آگ روشن کی ہے جبکہ اسا نے ان کو قتل کیا

یعقوبی کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "زارح" حبشہ کے بادشاہ کا نام تھا، یہ بظاہر کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ابن اثیر کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی "زارح" کو ہندوستان کا بادشاہ لکھا، خود یعقوبی ہی نے دوسرے مقام پر جیسا کہ اوپر مذکور ہوا صاف طور سے یہ لکھا ہے کہ برہمن کے بعد یہ ہندوستان کا دوسرا بادشاہ تھا

[1] تاریخ یعقوبی (۱: ۶۲)

ہندی راجہ زنبیل کا سریانی مملکت پر حملہ | سریانی سلاطین کا ذکر کرتے ہوئے مسعودی لکھتا ہے:

فلما استقامت له الاحوال واتنظوله الملك بلغ بعض ملوك الهند ماعليه ملوك السريانيين من القوة وشدة العمارة وانهم يحاولون الممالك، وقد كان هذا الملك من ملوك الهند غالبًا على ماحوله من ممالك الهند وانقادت الى سلطانه ودخلت فى احكامه وقيل ان ملكه كان مما يلى السند والهند فسار نحو بلاد بيط وعرين ونغير وبلاد الداور على النهر المعروف بهرميد وهو نهر سجستان ينتهى جريانه على اربع فراسخ منها [1]

(سریانی بادشاہ اہزیور کے) حالات اور سلطنت کے انتظامات جب درست ہو گئے تو ایک ہندوستانی راجہ کو اس کی قوت، شوکت، عظمت آبادی اور دوسرے ممالک پر اس کے ناتحانہ عزائم کی اطلاع ملی۔ یہ ہندوستانی راجہ ہندوستان کے دیگر راجاؤں میں سب سے زیادہ باقتدار تھا اور آس پاس کے تمام علاقے اس کے تحت تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا ملک ہند اور سندھ سے متصل تھا، اس نے بیط، عزین، نغیر اور دریائے ہرمید کے ساحلی علاقے داور کا رخ کیا، یہ ملک سجستان کی نہر ہے جو اس سے چار فرسخ کے فاصلے پر ختم ہو جاتی ہے۔

آگے چل کر مسعودی نے لکھا ہے:-

اس ہندوستانی راجہ کا نام زنبیل تھا اور جو راجہ بھی اس علاقے میں راج کرتا ہے اسے اب تک یعنی ۳۳۲ھ میں بھی اسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس راجہ اور سریانیوں کے درمیان ایک سال تک سخت جنگ جاری رہی، نتیجہ میں سریانی بادشاہ مارا گیا اور ہندی راجہ اس کی سلطنت پر قابض ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ہی کسی عرب بادشاہ نے اس پر اور عراق پر حملہ کیا اور سریانیوں کی سلطنت اس سے چھین کر ان کو واپس دلا دی۔ اس کے بعد سریانیوں نے اپنی قوم کے ایک شخص "تستر" نامی کو بادشاہ بنایا جو مقتول راجہ کا لڑکا تھا۔

---

[1] مروج الذہب (۱: ۱۷۵۔۱۷۹)

ہند اور ایران قدیم

عربوں کے بعد دوسری متمدن قوم، جس کا تاریخ پتہ دیتی ہے، ایران ہے، اس بنا پر یہ ناممکن تھا کہ وہ ہندوستان کا تنہا مالک عربوں کو بنا دیتے اور خود اس سے بے خبر رہتے، چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ ایک طرف ان کی تجارت کا بازار اگر یونانیوں نے سرد کیا تو دوسری طرف اُن کے مقابلے میں ایرانی تھے جو ہندوستان کی فتوحات میں اور یہاں کی تجارت میں اُن کے دوش بدوش نظر آتے ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا نام "ہوشنگ" کا ملتا ہے، جس کو "کیومرث" کے بعد دوسرا بادشاہ کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں ابن خلدون نے لکھا ہے[1]۔ اہل فارس کا یہ گمان ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کے دو سو سال بعد ہوا ہے۔ اس کا زمانۂ حکومت چالیس سال تھا۔ اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ "ہوشنگ" ہندوستان کا بادشاہ تھا۔

یہ خیال بظاہر بے بنیاد بھی نہیں ہے اس لئے کہ ہوشنگ کے ذکر میں عرب مورخین نے بھی کم از کم اس قدر ضرور لکھا ہے کہ وہ ہندوستان آیا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلا راوی اس کا مسعودی ہے۔ وہ لکھتا ہے[2]:

ثم ملك بعده (كيومرث) هوشيخ بن فروال بن سيامك بن منشا بن كيومرث الملك وكان هوشيخ ينزل الهند۔

کیومرث کے بعد ہوشنگ بن فروال بن سیامک بن منشا بن کیومرث بادشاہ ہوا۔ اور ہوشنگ ہندوستان آیا کرتا تھا۔

یہی بیان شہرستانی کا ہے، جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں[3]:

اولهم كيومرث وكان اول من ملك الارض وكان مقامه باصطخر وبعده اوشهنج بن فروال ونزل ارض الهند

ایرانیوں کا سب سے پہلا بادشاہ کیومرث ہے اور یہ پہلا وہ شخص ہے جس کو زمین کی بادشاہت حاصل ہوئی، اس کا پایۂ تخت "اصطخر" تھا۔ اس کے بعد ہوشنگ بن فروال بادشاہ ہوا جو سرزمین ہند پر آیا۔

---

[1] ابن خلدون: تاریخ (۱: ۲۲۹) [2] مروج الذہب (۱: ۱۰۰) [3] الملل والنحل (۲: ۶۷)

مذکورہ بالا روایت کی مزید تصدیق اس طرح ہوتی ہے کہ ہوشنگ کے بعد جب طہمورث تخت پر بیٹھا ہے تو اس وقت ہندوستان کے ہاتھی کثیر تعداد میں ایران میں موجود تھے۔ جیسا کہ مؤلف "روضۃ الصفا" کا بیان ہے[1]

"بعد ازاں بالشکرے، مانند ریگ بیاباں وافزوں از حساب محاسبان وسی صد عدد فیل کوہ منظر، عفریت پیکر، قطعہ

ہمہ ژندہ پیلانِ گردوں شکوہ   بہ تندی چو دریا بہیکل چو کوہ

کہ در مبدء جلوس او از ہندوستان آوردہ بودند، روئے دشمن نہاد۔"

نریمان | ہوشنگ کے بعد دوسرا نام "نریمان" کا ملتا ہے جس کا زمانہ مسعودی کی تصریح کے بموجب حضرت موسیٰؑ بن عمران سے قبل کا ہے[2]۔ اس کے بارے میں مورخین کا بیان ہے[3] کہ چین کی فتح کے بعد فریدون نے اس کو ہندوستان بھیجا، جس نے وہاں جاکر کئی شہروں کو فتح کیا۔

بہمن بن اسفندیار | ایران کا قدیم اور مشہور بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے ذکر میں طبری لکھتا ہے[4]۔

"ملک ہند در طاعت بہمن بود، این اخنوش عالم را بیروں کرد با سپاہ بسیار روسوئے ملک ہند فرستاد۔ اخنوش با آن ملک جنگ کرد و او را بکشت، بہمن آں ملک عراق و بابل باخنوش داد و او را بگفت کہ بملک ہندوستان خلیفہ کن وخود بعراق و بابل بنشیں کہ نشستن تو بدیں جائے اولیٰ تر اخنوش بسند ہند خلیفہ کرد و لشکر بکشید و سوئے عراق آمد و بنشست۔

کیکاؤس | ایران کے قدیم بادشاہوں میں سب سے بڑا فاتح تھا۔ اس کا زمانہ حضرت سلیمانؑ بن داؤد کا زمانہ تھا[5]۔ نیز عرب[6] اس کے مقابلے میں دوسری متمدن حکومت یمن کی تھی جس کا بادشاہ "شمر بن افریقش" تھا[7]۔ اس کے بارے میں مؤلف حبیب السیر کا بیان ہے۔

"وبعد ازیں واقعہ (فتح مازندران) پادشاہ فارسیان، لشکر بہندوستان کشیدہ،

---

[1] روضۃ الصفا (۱: ۵۱۲-۵۱۳) [2] مروج الذہب (۱: ۱۰۰) [3] حبیب السیر (۱: ۱۸۲) [4] بلعمی: ترجمہ تاریخ طبری (۱: ۹۷)
[5] ابن خلدون: تاریخ (۲: ۹۹) [6] ایضا [7] حبیب السیر (۱: ۱۹۲)

بعضے از حدود آں مملکت را مسخر گردانیدہ براہ کچ و مکران معاودت کرد۔"
مسعودی لکھتا ہے:[۱]

وقد قیل ان کیکاؤس بنی مدینة تشیر المتقدم ذکرھا بارض السند وان میاخوش بنی فی حیاة ابیه کیکاؤس مدینة القندھار۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کیکاؤس نے سرزمین سندھ میں شہر کشیر کی بنیاد ڈالی جس کا ذکر سابق میں ہوا، نیز یہ کہ میاخوش نے اپنے باپ کیکاؤس کی زندگی میں شہر قندھار کی بنیاد ڈالی۔

بہرام بن یزدجرد | ساسانی سلاطین کے سلسلہ کا بادشاہ ہے جو عام کتب تواریخ میں "بہرام گور" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا ہندوستان آنا ایک مسلّہ تاریخی حقیقت ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

ترکستان کی فتح کے بعد بہرام کو ہندوستان کی سیاحت کا خیال پیدا ہوا، چنانچہ اس نے اپنے وزیر مہر نرسی کو مدائن میں اپنا قائم مقام کیا اور خود پوشیدہ طور سے ہندوستان آگیا۔ یہاں پہونچکر پایۂ تخت میں جہاں بادشاہ رہتا تھا سکونت اختیار کی اور روزانہ شکار کو جاتا۔ اہل ہند اس وقت تک فن تیراندازی اور گھوڑے کی سواری سے ناواقف تھے اس لئے اس کے کمالات کا چاروں طرف چرچا ہونے لگا اور رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ تک پہونچی کہ عجم سے ایک ایسا سوار آیا ہے جو فن تیراندازی اور قوت و بہادری میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ بہرام ایک سال وہاں رہا مگر بادشاہ تک رسائی نہ ہوسکی، اتفاق سے اسی زمانے میں ایک ہاتھی اس شہر میں آگیا جس کا یہ معمول تھا کہ روز وہ سرراہ آکر کھڑا ہوجاتا تھا اور جو شخص اس طرف سے گذرتا اُس کو مار ڈالتا، تمام لوگ اس سے سخت پریشان تھے۔ بادشاہ نے اس کے مقابلہ کیلئے ایک فوج بھی بھیجی مگر وہ بھی اس پر قابو پانے میں ناکام رہی۔ بہرام کو جب یہ خبر پہونچی تو وہ تن تنہا اُس کے مقابلے کو نکلا۔ لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور تمام شہر میں اس کا چرچا ہوگیا کہ ایک جوان تن تنہا ہاتھی کے مقابلہ کو جارہا ہے۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کے کانوں تک بھی یہ بات پہونچی، اُس نے اپنا ایک آدمی متعینہ مقام پر بھیجا کہ جو کچھ روداد ہو اس سے بادشاہ کو مطلع کرے۔ بہرام آگے بڑھا اور کمان میں

[۱] مروج الذہب (۱: ۱۹۷)

ایک تیر رکھ کر ہاتھی کو للکارا، ہاتھی جیسے ہی اس کی طرف آیا بہرام نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک تیر مارا جو سوفار تک اس کے سر میں پیوست ہوگیا۔ اب بہرام گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور دونوں ہاتھوں سے اس کی سونڈ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، ہاتھی اس پر گر گیا۔ بہرام نے تیزی کے ساتھ تلوار سے اس کا سر جدا کردیا اور اس کو مع سونڈ کے اپنی گردن پر رکھا اور وہاں سے چل کر شارع عام پر لاکر رکھ دیا۔ جو شخص اس کو دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا۔ بادشاہ کا آدمی بھی ایک پیڑ کے اوپر سے یہ سب ماجرا دیکھ رہا تھا، اس نے پوری روداد بادشاہ کو جاکر سنائی، بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کو اس کی بہادری اور کمال پر بیحد تعجب ہوا اور بہرام کو اپنے دربار میں بلوایا۔ بادشاہ نے جب اس کو دیکھا تو وہ اس کی بلند قامتی اور حسن و جمال سے بیحد متاثر ہوا اور پوچھا: تم کون ہو؟ بہرام نے جواب دیا: میں ایک عجمی ہوں اور شاہ عجم کے معتوبین میں ہوں، اس سے ڈر کر آپ کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آیا ہوں، بادشاہ اس سے بہت خوش ہوا اور اپنے مصاحبین خاص میں اس کو جگہ دی۔ اسی اثنا میں چین کے بادشاہ نے ایک کثیر جمعیت کے ساتھ اس پر چڑھائی کردی۔ بادشاہ اس سے سخت خائف ہوا اور اس کی اطاعت قبول کرنے پر تیار ہوگیا۔ بہرام نے اس کی ہمت بندھائی اور مقابلہ کے لئے اس کو آمادہ کیا۔ بہرام نے اس کے لشکر کی خود قیادت کی اور مقابلہ کے لئے میدان میں آگیا اس جنگ میں بہرام نے انتہائی بہادری اور بے جگری کا مظاہرہ کیا اور سیکڑوں آدمی اس کی تلوار سے قتل ہوئے۔ نتیجہ میں ہندی راجہ کامیاب اور شاہ چین کو شکست ہوئی۔ بادشاہ نے اس کی کارگذاری سے خوش ہوکر اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دیدی اور چاہا کہ اپنی سلطنت بھی اس کے حوالے کردے۔ اس پر بہرام نے اپنے کو ظاہر کردیا اور کہا میں عجم کا بادشاہ بہرام ہوں۔ بادشاہ اچانک یہ بات سن کر خائف ہوا اس لئے کہ اس کے کانوں تک پہلے سے بہرام کی بہادری کی خبریں پہونچ چکی تھیں اور اب خود اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اس نے فدویانہ انداز میں اس سے کہا میرے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، بہرام نے کہا: مجھ کو تمہارے ملک کی ضرورت نہیں ہے، میرا مقصد صرف ہندوستان کی سیاحت اور یہاں کے لوگوں کی معاشرت دیکھنا تھا۔ اب اپنی قلمرو میں واپس

جاتا ہوں، البتہ وہ شہر جو میری مملکت سے قریب ہیں مجھے دیدیئے جائیں۔ بادشاہ نے اس کو خوشی سے منظور کیا اور یہ سب شہر اس کے حوالے کر دیئے لیکن بہرام نے پھر یہ شہر اسی کو واپس کر دیئے اور کہا آپ یہاں میرے نائب کی حیثیت سے رہیں اور خراج بھیجتے رہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی ہندی زوجہ کو لے کر اپنے ملک میں واپس آیا۔[1]

مسعودی نے اس ہندی راجہ کا نام "شبرمہ" لکھا ہے اور بہرام کے ہندوستان آنے کے واقعے کو اس طرح نقل کیا ہے۔[2]

وقد کان بهرام قبل ذالك دخل	بہرام اس سے (عراق آنے سے) قبل ہندوستان میں
الى ارض الهند متنكرا ولاخبارهم	اجنبی بن کر آیا تھا تاکہ یہاں کے حالات اور واقعات
متعرفا واتصل بشبرمه ملك من ملوك	سے واقفیت حاصل کرے، چنانچہ وہ راجہ شبرمہ سے ملا اور
الهند، فابلى بين يديه فى حرب من	اس کے ساتھ کسی لڑائی میں بڑے کارنامے دکھائے
حربه وامكنه من عدوه فن وجهه	اور اس کے دشمن پر قابو حاصل کر لیا، راجہ نے خوش ہو کر
ابنته على انه بعض اساورة فارس	اپنی لڑکی اس کے عقد میں دیدی۔ حالانکہ وہ ایک ایرانی
وكان نشوه مع العرب بالحيرة، وكان	نژاد تھا۔ اس کی پرورش عربوں کے ساتھ "حیرہ" میں
يقول الشعر بالعربية۔	ہوئی تھی اور وہ عربی میں شعر کہتا تھا۔

نوشیرواں بن قباد | نوشیرواں کا شمار ایران کے ان بادشاہوں میں ہے جو اپنی عدل گستری، رعایا پروری اور فتح امصار میں نمایاں شہرت رکھتے ہیں، اسی کے عہد حکومت میں پیغمبر اسلام محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی، نیز بعض روایات کی بنا پر آپ نے اس پر فخر بھی فرمایا ہے کہ میں ایک عادل بادشاہ کے عہد حکومت میں پیدا ہوا ہوں۔ سعدی کا شعر ہے۔

سزد گر بدورش بنازم چناں ۔۔۔ کہ سید بدوران نوشیرواں

بہرام کے بعد تاریخ میں یہ دوسرا دور ہے کہ جب ایران اور ہندوستان دونوں ایک دوسرے کے

---

[1] طبری: ترجمہ تاریخ طبری (ص ۱۲۵)، روضۃ الصفا (۱: ۷۶۵)، حبیب السیر (۱: ۲۳۳) [2] مروج الذہب (۱: ۲۴۳)

بہت قریب آگئے تھے۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ اسی کے زمانہ میں کتاب "کلیلہ و دمنہ" ہندوستان سے ایران میں آئی۔ اس کے لئے نوشیرواں نے اپنے ایک درباری طبیب "برزویہ بن الازہر" کو ہندوستان بھیجا تھا۔ جس نے یہاں آکر اس کتاب کو اصل سنسکرت سے پہلوی میں منتقل کیا۔ اسی سے پھر عبداللہ بن المقفع نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا[1]۔ اور وہ خضاب بھی آیا جو "خضاب ہندی" کے نام سے مشہور ہے اس کی خوبی یہ تھی کہ اس کے استعمال سے بالوں کی جڑیں تک سیاہ ہو جاتی تھیں اور سیاہی کی چمک زائل نہیں ہوتی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام بن عبدالملک یہی خضاب استعمال کیا کرتا تھا[2]۔

نوشیرواں اور ہندی راجہ | مورخین کہتے ہیں کہ نوشیرواں جب اپنی مملکت کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس نے ہندوستان فتح کرنے کی غرض سے ایک لشکر وہاں بھیجا جب یہ لشکر سرندیپ تک پہونچا تو ہندی راجہ نے اپنا ایک قاصد اور کچھ تحفے نوشیرواں کی خدمت میں بھیجکر مصالحت کا پیام دیا نیز وہ تمام شہر جو عمان کے کناروں پر واقع تھے اور حدود ایران سے قریب تھے وہ سب اس نے نوشیرواں کے سپرد کر دیئے[3]۔

مسعودی کا بیان[4] ہے کہ اس موقع پر ہندی راجہ نے تحفے میں جو چیزیں بھیجی تھیں ان میں ایک ہزار من عود ہندی جو موم کی طرح آگ سے پگھل جاتی تھی اور موم بتی کی طرح اس پر بھی مہر کرنے سے نقوش نمایاں ہو جاتے تھے، اس کے علاوہ سرخ یاقوت کا ایک پیالہ جس کا دہانہ ایک بالشت کا تھا اور موتیوں سے بھرا ہوا تھا اور پستہ کے دانوں کی برابر یا اس سے بڑی کافور دس من اور سات ہاتھ کشیدہ قامت ایک حسین و جمیل لونڈی جس کی پلکوں کے بال رخساروں تک دراز تھے اور دیدہ کی سپیدی میں بجلی کی چمک تھی، اس کا رنگ نہایت صاف تھا، جسم کی ساخت اور بناوٹ موزوں و متناسب، ابرو پیوستہ اور چوٹی اتنی لمبی تھی کہ زمین پر لگتی تھی، ان چیزوں کے علاوہ سانپوں کی کھال کا ایک فرش بھیجا جو مخمل سے بھی زیادہ نرم اور نقش و نگار سے زیادہ خوبصورت تھا۔ ان کے ہمراہ جو خط تھا وہ کاذی نام ایک

---

[1] بطرس بستانی: ادباء العرب فی الاعصر العباسیہ (۲: ۴۴۱) [2] مروج الذہب (۱: ۲۲۷)، حبیب السیر (۱: ۲۴۳)
[3] طبری: ترجمہ تاریخ طبری (۱۹۹)، روضۃ الصفا (۱: ۷۸۳)، [4] مروج الذہب (۱: ۲۲۶)۔

درخت کی چھال پر سونے سے لکھا ہوا تھا۔ یہ درخت چین اور ہندوستان میں ہوتا ہے اور نہایت عجیب قسم کی نباتات ہے، اس کا رنگ نہایت عمدہ، خوشبو پاکیزہ اور چھال پتیوں سے بھی زیادہ نرم ہوتی ہے، اسی پر ہندوستان اور چین کے بادشاہ خط وکتابت کیا کرتے تھے۔

سکندر ہندوستان میں

مورخین کا بیان ہے کہ ایران کی فتح کے بعد سکندر نے ہندوستان کا رخ کیا، اس زمانہ میں وہاں راجہ پورس راج کرتا تھا۔ سکندر جب پایۂ تخت کے قریب پہونچا تو وہاں سے اس نے ہندی راجہ کے نام ایک خط لکھا جو مؤلف روضۃ الصفار کے الفاظ میں حسب ذیل ہے[۱]:

"فرماں فرمائے ولایت ہندوستان بداند کہ مالک الملک تعالیٰ وتقدس، ابواب اسباب رعیت پروری بر روئے روزگار ما کشادہ و زمام احکام ملک وملت بقبضۂ اختیار وانامل اقتدار ما نہادہ، ومقالید تقلید جہانداری ومفاتیح خزائن کامگاری بیمن عنایت و حسن رعایت ما سپردہ و درجۂ طالع ما را از روئے رفعت باوج سپہر برین واعلا علیین بردہ وگردن سرکشان گیتی را در ربقۂ مطاوعت ما آوردہ و بر اہل کفر وعصیان وارباب تجرد وطغیان استیلا داد، وما اکنوں ترا دعوت می کنیم بعبودیت آفریدگار عالمیان وپروردگار انس وجان واز پرستیدن غیر او جلت آلاؤہ وتوالت نعمائہ، منع می فرمائیم، چہ سزاوار پرستش غیر از خدائے بے ہمتا را نمی دانیم وجز وے را تعالت صفاتہ وتنالت عطیاتہ، ہیچ کس را مستحق عبادت نمی شناسیم نصیحت مرا بگوش رضا اصغا نمائی وبتانے را کہ معبود خود ساختہ وعمر خزانہ در خدمت ایشان در باختہ وپرداختہ نز بمن فرست ومتقبل باج ومتکفل خراج شو والا بمعبودے کہ می پرستم آتش خشم برافروزم و رطب ویابس مملکت ترا بسوزم ودر استیصال دودۂ تو سعیٔ بلیغ بجائے آرم و در

[۱] میرخواند: روضۃ الصفا (۱: ۶۵۴)

تخریب بلدان تو دقیقہ نامرعی نگذارم، سخن مرا بشنو واز جادۂ صواب منحرف مشو دعافیت غنیمت شمار وہیچ نعمت دربرابر آن مدار۔

راجہ پورس[1] کے پاس جب یہ خط پہونچا تو اس نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ سکندر نے جب دیکھا کہ میرے خط کا راجہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تو اس نے چڑھائی کر دی، پورس بھی ہاتھیوں کی ایک فوج لے کر مقابلہ کو آگیا۔ اس موقع پر سکندر کو بڑی زحمت یہ پیش آئی کہ ہاتھیوں کے مقابلہ میں اس کا کوئی حربہ کارگر نہ ہوتا تھا اور تمام فوج منتشر ہو ئی جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر سکندر نے اپنے وزراء سے اس باب میں مشورہ کیا لیکن کوئی حل اس کا سمجھ میں نہ آیا۔ بالآخر سکندر کے ذہن میں ایک تدبیر آئی۔ اس نے کاریگروں کو بلا کر چار ہزار لوہے اور پیتل کے مجسمے تیار کرائے اور ان کے اندر اس نے گندھک اور مٹی کا تیل بھروا کر جنگی سپاہیوں کی شکل میں آراستہ کر دیا، اب جو راجہ کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سکندر نے ان ہی مجسموں کو آگے کر دیا۔ ہاتھی جب اُن کے قریب آئے تو انھوں نے اپنی سونڈوں سے اُن پر حملہ کیا۔ مگر وہ آگ سے اس قدر بھڑک رہے تھے کہ ہاتھی پیچھے ہٹ گئے، راجہ پورس کو اس روز سخت شکست ہوئی لیکن دوسرے دن ہندوستان کے تمام اطراف سے لوگ اس کی مدد کو آگئے چنانچہ اُن کو ساتھ لے کر راجہ دوبارہ مقابلے کے لئے آیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد بیس روز تک جنگ نہایت شدت کے ساتھ جاری رہی اور ہزارہا آدمی تلوار کے گھاٹ اُتر گیا۔ سکندر نے جب دیکھا کہ جنگ کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتی تو اس نے راجہ کو تن تنہا مقابلہ کے لئے دعوت دی۔ راجہ کو اپنی بہادری اور فن تیغ زنی پر اعتماد تھا وہ اس کے لئے تیار ہوگیا۔ بہت دیر تک دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔ اتفاق سے اسی اثناء میں پورس کے لشکر کی طرف سے ایک دہشتناک آواز سنائی دی، راجہ اس طرف متوجہ ہوا، سکندر نے موقع غنیمت سمجھ کر اس پر وار کر دیا، راجہ قتل ہوگیا لیکن اب بھی سکندر کو اس مصیبت سے نجات نہیں ملی اس لئے کہ پورس کے آدمیوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارا بادشاہ قتل ہوگیا تو ان کا جوش اور بڑھ گیا اور اب ایک ایک سپاہی ہتھیلی پر سر رکھ کر جنگ کے شعلوں میں کود پڑا۔ سکندر نے اُن سے کہا کہ اب لڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں اپنے قول کا

---

[1] یعقوبی: تاریخ (۱: ۸۷)، روضۃ الصفا (۱: ۶۵۵)

سچا اور وعدہ کا پابند ہوں۔ راجہ کے قتل کے بعد مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے، میں تم سب کو جان و مال کی امان دیتا ہوں۔ یہ سن کر سب نے تلواریں نیام میں رکھ لیں، اس طرح یہ جنگ ختم ہوئی۔

سکندر کی برہمنوں سے ملاقات | مورخین کا بیان ہے کہ سکندر جب اس مہم سے فارغ ہوا تو براہمہ کے زہد و تقویٰ کے بارے میں اس کو خبریں پہونچیں، چنانچہ سکندر نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، برہمنوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ سکندر ہمارے پاس آرہا ہے تو انھوں نے حسب ذیل مضمون کا ایک خط اس کو لکھا:-

" اگر آپ کی غرض ہمارے پاس آنے سے ملک و دولت ہے تو ہمارے پاس مزخرفات دنیا سے کوئی چیز نہیں ہے، ہماری غذا جنگلی ترکاریاں اور ہمارا لباس جانوروں کی کھال ہے اور اگر آپ کا مقصد طلب علم و حکمت ہے تو اس کے لئے جمعیت اور لشکر کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

سکندر نے اس خط کو پڑھا اور لشکر کو چھوڑ کر تن تنہا ان سے ملنے کے لئے گیا۔ جا کر دیکھا کہ یہ لوگ پہاڑوں کے غاروں میں سکونت کرتے ہیں، اُن کے اہل و عیال کو دیکھا کہ جنگل کی ترکاریاں چننے میں مصروف ہیں، غرضکہ سکندر اور برہمنوں کے درمیان مختلف علمی مسائل پر بحث و مناظرہ ہوا، سکندر ان کے تبحر اور دقتِ فکر کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا: آپ لوگوں کو جس قدر مال و اسباب اور زر و جواہر کی ضرورت ہو، میں دینے کو تیار ہوں۔ برہمنوں نے جواب دیا: ہم کو عمر ابد اور ہمیشہ کی زندگی کے علاوہ کوئی چیز مطلوب نہیں ہے۔ سکندر نے کہا: آپ لوگوں کا یہ سوال پورا کرنا میرے مقدور سے باہر ہے، اس لئے کہ جو شخص اپنی زندگی میں خود ایک لمحہ کا اضافہ نہ کر سکتا ہو، وہ دوسرے کو کیا دے سکتا ہے۔ اس کے جواب میں برہمنوں نے کہا۔ جب یہ معلوم ہے کہ زندگی چند روزہ ہے اور ہر کمال کے لئے زوال ہے تو پھر ہزارہا بندگان خدا کا قتل بے دریغ اور فتح ممالک کے لئے یہ تگ و دو کیا معنی رکھتی ہے سکندر نے کہا: میں اللہ کی طرف سے اس پر مامور ہوں کہ دین قویم کی اشاعت کروں اور لوگوں کو اس کے احکام کا پابند بناؤں۔ یہ کہہ کر وہ برہمنوں سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر میں آگیا۔[1]

---

[1] حبیب السیر (۱: ۲۱۱)

سکندر اور فیلسوف ہندی | مورخین لکھتے ہیں۔ ہندوستان کے متعدد شہر جب سکندر کے قبضے میں آگئے تو اس کو یہ معلوم ہوا کہ حدودِ ہند میں "کید" نامی ایک بادشاہ ہے جس کی عمر تین سو سال سے متجاوز ہے اور اپنے زہد و تقویٰ، حکمت و عدالت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ سکندر نے اس کو ایک خط لکھا، جس کا مضمون یہ تھا:

"جیسے ہی تم کو میرا یہ خط ملے، ویسے ہی میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ہندوستان کے دوسرے بادشاہوں کا ہوا ہے۔" "کید" کے پاس جب یہ خط پہونچا تو اس نے اس کو جواب میں لکھا:

"میرے پاس چار چیزیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کے پاس جمع نہیں ہوئیں (۱) میرے شبستان میں ایک ایسی پری چہرہ لڑکی ہے جس سے زیادہ حسین پر کبھی سورج طالع نہیں ہوا (۲) میرے حکمت کدہ میں ایک ایسا فیلسوف ہے جو بغیر پوچھے دل کی بات بتا دیتا ہے (۳) ایک ایسا پیالا میرے پاس ہے جس سے اگر تمام مخلوق پیتی رہے تو ایک قطرہ کے بقدر خالی نہ ہو (۴) ایک ایسا طبیب میرا ملازم ہے جو حفظِ صحت اور معالجہ میں دستگاہ کامل رکھتا ہے۔ میں یہ چاروں چیزیں بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دوں گا، مگر اس کے ساتھ میری یہ التجا ہے کہ بادشاہ میری کبرسنی اور ضعف و انحطاط پر نظر کرتے ہوئے چڑھائی کے ارادہ سے باز آئے۔ اگر میرا یہ عذر قابل قبول نہ ہو تو میں فی الفور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔"

سکندر کے پاس جب یہ پیغام پہونچا تو اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر یہ چاروں چیزیں طلب کیں۔ راجہ نے بغیر کسی عذر کے یہ چیزیں اُن کے حوالہ کر دیں۔ غرضکہ یہ لوگ اُن کو لیکر واپس گئے۔ سکندر نے پہلے تو لڑکی کو دیکھا، تو فی الواقع وہ اتنی ہی حسین تھی جیسا کہ بادشاہ نے لکھا تھا، اس کے بعد اس نے فیلسوف کا امتحان لینا چاہا اور اس غرض سے روغن سے بھرا ہوا ایک پیالہ اس کے پاس بھیجا۔ فیلسوف نے جب اس پیالے کو دیکھا تو سوچا کہ سکندر کا مقصد اس سے کیا ہو سکتا ہے، چنانچہ کچھ دیر تامل کے بعد اس نے ایک ہزار کے قریب سوئیاں منگوائیں اور اُن کے کناروں کو روغن میں ڈبو کر سکندر کے پاس بھیجدیا۔ سکندر کے پاس جب یہ سوئیاں پہونچیں تو اس نے ان کو دیکھ کر حکم دیا کہ ان سوئیوں کو گلا کر

[1] حبیب السیر ۱: ۲۱۲، روضۃ الصفا (۱:) مروج الذہب (۱: ۲۵۳)

کرہ کی شکل میں ڈھالا جائے اور فیلسوف کے پاس لیجایا جائے۔ فیلسوف کے پاس جب یہ سوئیاں اس شکل میں پہونچیں تو سکندر کے مقصد کو پاگیا۔ چنانچہ اس نے اس کرہ پر اتنی صیقل کرائی کہ آئینہ کی طرح چمکنے لگا۔ اس عمل کے بعد اس نے وہ آئینہ سکندر کے پاس بھیجدیا۔ سکندر نے اس کو حکم دیا کہ اس آئینے کو پانی سے بھرے ہوئے طشت میں ڈال کر فیلسوف کے پاس بھیجدیا جائے۔ فیلسوف نے جب اس کو دیکھا تو اس آئینہ کو کوزہ کی شکل میں ڈھال کر پانی پر ترا دیا اور اسی طرح سکندر کے پاس بھجوا دیا۔ سکندر نے اب اس کوزے کے اندر مٹی بھر دی جس سے وہ پانی کے اندر بیٹھ گیا۔ فیلسوف نے جب اس کو دیکھا تو بہت غمگین ہوا اور دیر تک نوحہ و بکا کرتا رہا اور اس طشت اور کوزے کو اسی طرح سکندر کے پاس بھیجدیا۔ سکندر کو اس کی حدتِ فہم پر حیرت ہوگئی اور دوسرے روز اس نے اپنی مجلس میں یونان کے دوسرے حکمار کے ساتھ اس ہندی فیلسوف کو بھی بلایا۔ سکندر نے ابھی تک اس کو نہیں دیکھا تھا۔ فیلسوف ہندی جب آیا تو سکندر اس کی بلند قامتی اور تناسب اعضار کو دیکھ کر متعجب ہوگیا اور اس کے دل میں یہ بات آئی کہ اس جلیے کے ساتھ اگر حدتِ ذہن اور سرعتِ فہم بھی جمع ہو جائے تو ایسا شخص یکتائے روزگار ہوگا۔ فیلسوف نے بادشاہ کے مافی الضمیر کو پہچان اپنی انگلیوں کو چہرے کے گرد پھرا کر ناک پر رکھ لیا۔ سکندر نے اس سے اس عمل کا سبب دریافت کیا۔ فیلسوف نے جواب دیا: میں نے اپنی فراست سے وہ بات معلوم کرلی جو میرے بارے میں آپ کے دل میں آئی تھی اور میرا یہ عمل اسی کا جواب تھا۔ یعنی جس طرح چہرے پر ناک ہے اسی طرح روئے زمین پر میری حیثیت ہے۔ سکندر نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ پہلی مرتبہ جو میں نے روغن سے بھرا ہوا پیالہ تمہارے پاس بھیجا تھا اس سے میرا مقصد تم کیا سمجھے اور اس کے جواب میں تم نے جو سوئیاں بھیجیں اس سے تمہاری کیا مراد تھی۔ فیلسوف نے کہا: پیالے کو دیکھ کر میں نے یہ سمجھا کہ بادشاہ کا مقصد یہ ہے کہ میرا دل علم و حکمت سے اتنا لبریز ہے جس میں مزید کی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے اس میں سوئیاں ڈبو کر یہ بتایا کہ بادشاہ کا یہ خیال غلط ہے۔ مزید علم کے لئے اس میں اسی طرح جگہ نکل سکتی ہے جس طرح سوئیوں نے پیالے میں جگہ حاصل کرلی۔ اس کے بعد سکندر نے کرہ اور آئینہ کے بارے میں پوچھا۔ فیلسوف نے کہا۔ کرہ کو دیکھنے سے میں یہ سمجھا کہ بادشاہ کا مقصد یہ ہے کہ میرا دل کثرت اقدام اور قتل و خونریزی سے

مثل کرہ کے سخت اور سنگین ہو گیا ہے جس میں اب قبول مسائل کی صلاحیت نہیں ہے۔ میں نے اس پر صیقل کرکے یہ بتایا کہ لوہا ہرچند سخت اور سنگین سہی لیکن اس پر بھی اگر صیقل کی جائے تو آئینہ کی طرح چمک دار بن سکتا ہے اور عکس کو قبول کر سکتا ہے۔ اس کے بعد سکندر نے پوچھا: میں نے جب آئینہ کو پانی سے لبریز طشت میں رکھ کر بھیجا تو اس سے تم میری غرض کیا سمجھے اور تم نے جو اس کو کوزہ کی شکل میں بنا کر پانی کے اوپر ترا دیا، اس سے تمہارا مقصد کیا تھا، فیلسوف نے جواب دیا: میں نے اس سے بادشاہ کا مقصد یہ سمجھا کہ جس طرح آئینہ پانی میں بیٹھ جاتا ہے، اسی طرح ایام حیات بھی جلد ختم ہو جاتے ہیں اور زیادہ علم تھوڑے وقت میں حاصل نہیں ہو سکتا، میرا مقصد اس کو پانی پر ترانے سے یہ تھا کہ جس طرح اس چیز کو جو پانی کے اندر ڈوب جاتی ہے، شکل بدل کر پانی کے اوپر قائم کیا جا سکتا ہے، اسی طرح تھوڑی مدت میں زیادہ علم حاصل ہو سکتا ہے۔ سکندر نے پوچھا: اچھا جب میں نے اس کوزے میں مٹی بھر کر تمہارے پاس بھیجا تو اس کے جواب میں تم نے کوئی نیا عمل نہیں کیا، اس سے تمہارا کیا مقصد تھا۔ فیلسوف نے کہا اس عمل کا جواب ہی نہ تھا اس لئے کہ بادشاہ کا مقصد اس سے یہ تھا کہ مخلوق کی بقا محال ہے اور موت ایک دن آنی ہے، یہ سن کر سکندر نے فیلسوف ہندی کو مرحبا کہا اور اس کے بعد جب تک وہ ہندوستان میں رہا فیلسوف کو اپنے ہمراہ رکھا۔

اس کے بعد مسعودی کا بیان ہے:۔

وللاسکندر مع هذا الفیلسوف مناظرات کثیرة فی انواع من العلوم ومکاتبات ومراسلات، جرت بین الاسکندر وبین کند ملک الهند قد اتینا علی مبسوطها والغرض من معانیها والنبذ من عیونها فی کتابنا "اخبار الزمان"[1]	اس فیلسوف اور سکندر کے درمیان مختلف علوم پر بکثرت مناظرے ہیں۔ نیز بہت سے وہ خطوط اور مراسلے بھی ہیں جو سکندر اور ہندی راجہ "کند" کے مابین واقع ہوئے ہیں، ہم نے ان کو بسط کے ساتھ مع ان کے مطالب و معانی کے اپنی کتاب "اخبار الزمان" میں بیان کیا ہے۔

[1] مروج الذہب (۱: ۲۵۵)

اس کے بعد سکندر نے اس پیالے کا بھی امتحان کیا اور اس کو پانی سے بھر کر لوگوں کو اس سے پینے کا حکم دیدیا۔ اس نے دیکھا کہ سیکڑوں آدمیوں کے پینے کے بعد بھی وہ پیالا اسی طرح بھرا رہا اس پیالے کے بارے میں مسعودی نے لکھا ہے :۔

وکان معمولا بضرب من	(یہ پیالہ) ہندوستان کے خاص
خواص الهند والروحانية والطبائع	لوگوں اور اہل روحانیت واھل توہم
التامة والتوهم وغير ذلك من العلوم	نیز زہاد کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا جس
مما يدعيه الهند، وقد قيل انه	کا اہل ہند دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بھی
كان لآدم ابی البشر عليه السلام	کہا گیا ہے کہ یہ حضرت آدمؑ ابوالبشر
بارض سرنديب من بلاد الهند	کا پیالہ ہے۔ سرزمین سرندیپ میں جہاں
مبارك له فيها فورث عنه وتداولته	آپ کا مبارک نزول ہوا۔ پس ان سے
الملوك الى ان انتهى الى كند هذا	وہ منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ "کند"
الملك العظيم سلطانه (مروج الذهب ۱:۲۵۵)	راجہ کے پاس وہ آیا۔

چند نایاب کتابیں

حسب ذیل اہم اور نادر و نایاب عربی کتابیں فروخت کے لئے موجود ہیں۔ ضرورتمند خط و کتابت سے معاملہ طے فرمائیں۔

تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی۔ مصری، قدیم مکمل، حاشیہ پر تفسیر ابوسعود۔ مجلد چرمی
ہدیہ ۔ چارسو روپے

شامی مع تکملہ مصری قدیم ۔ مجلد چرمی ہدیہ دوسو روپے

فتح القدیر مع تکملہ مطبوعہ نول کشور (ہندوستان)، مجلد چرمی ہدیہ ایک سو روپے

قاسمی دواخانہ ۸۵ کولوٹولہ اسٹریٹ ۔ کلکتہ ۱۲